پوری آبادی پر، ان کا حق ماننے سے انکاری ہو۔ شاہ جی مرحوم نے جس طرح اپنی پوری زندگی ملک اور ملت پر نثار کی اس کی کوئی دوسری شاید مثال ان کے ہمعصروں میں نہیں ہے اور ان کے جو خاص کمالات تھے اس میں بھی وہ لاثانی ہی رہے۔ یعنی خطابت اور انتھک پن اور اپنی خطابت کے ذریعہ پوری زندگی کی انتھک خدمت کا کوئی صلہ نہ صرف یہ کہ آں مرحوم نے خود حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی بلکہ وہ جس قوم میں پیدا ہوئے تھے اس نے صرف اس بات کی سزا میں کہ وہ پاکستان بننے کی صورت میں مسلمانانِ ہند کا نفع کم اور نقصان زیادہ سمجھتے تھے۔ انہیں بیمار بڑھاپے میں بھی کسی خدمت کا اور اعتراف خدمت کا حق دار نہ سمجھ کر کسی صلے سے ملوث کئے بغیر ہی اس دنیا سے اٹھ جانے کا موقع دیدیا۔ انہی شاہ جی مرحوم کے فرزند اکبر مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری تھے جن کی علالت (فالج کے اثرات) کی خبر کئی ماہ سے خانوادہ بخاری کے ماہنامہ نقیب ختم نبوت (ملتان) میں آرہی تھی۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۸۵ء کو اپنے والد مرحوم ہی کی راہ پر نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے۔ اور شاہ جی مرحوم کے لئے ان کی اسلامی خدمات اور خاص کر دربارِ رسالت سے ان کے فدائیانہ لگاؤ اور ختم نبوت کے تحفظ میں ان کی مجاہدانہ تب و تاب کے طفیل جو بلند درجات قبول اللہ کے یہاں ان کے واسطے مقدر ہوئے ہوں اس کا فیض اللہ کے اپنے بیان کردہ قانون کرم کے مطابق ان کے مرحوم فرزند کے حصہ میں بھی آئے۔

معلوم ہوا ہے کہ مرحوم کا اصل نام سید عطاء المنعم تھا۔ مگر ردِ شیعیت کے ذوق میں انھوں نے اپنے لئے یہ "ابو معاویہ ابوذر" نام پسند کر لیا تھا۔ اور اس لحاظ سے انھیں اپنی سادا تیت میں فردِ فرید ہی کہنا پڑے گا۔ اور یہ جیسے دل گردے کی علامت ہے اس کے لحاظ سے وہ صاحب جرأت ہونے میں یقیناً اپنے والد ماجد کے خلف الصدق تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کاملہ سے نوازے اور پسماندگان کو اجر دے۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بھارت، جنوری ۱۹۹۶ء ص ۴۷)

یادِرفتگان:

دو ماہ کے اس عرصہ میں کئی اہم اور قابلِ ذکر شخصیات کا ہماری اس دارِ فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ ہوا، ان میں سب سے اہم شخصیت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری ولد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمھم اللہ کی ہے۔ وقت اور صفحات کی تنگی کی وجہ سے اس جگہ نہ شاہ مرحوم کے بارہ میں کچھ تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے، نہ ہی دوسرے مرحومین کے سلسلہ میں، شاہ صاحب مرحوم کے سلسلہ میں بس اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ بڑے باپ کے بڑے بیٹے ہونے کا انھوں نے اس طرح حق ادا کر دیا کہ اگر باپ نے تحفظ ناموس رسالت پر سب کچھ قربان کر دیا تو بیٹے نے تحفظ ناموس صحابہ کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے کر اپنی ساری توانائیاں اس پر صرف کر دیں۔ وکفیٰ بہ فخروا بتھاجا

ماہنامہ "البدر" کاکوری، انڈیا دسمبر، جنوری ۹۶، ۱۹۹۵ء مولانا عبدالعلی فاروقی